ناول فائر ایریا: مختصر جائزہ

اردو میں ناول کی تاریخ 1857 کے غدر کے بعد سے ہی شروع ہوتی ہے اور عہد بعہد ترقی پا کر آج کا اردو ناول دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں سے آنکھیں ملا رہا ہے۔ ناولوں میں موضوع کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اچھوتا اور انوکھا موضوع ناول کو ایک الگ انفرادی مقام عطا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے الیاس احمد گدی کا ناول فائر ایریا اپنی مثال آپ ہے، کیونکہ اس کا موضوع ایسا ہے جسے اختیار کرنا کسی اور کے بس کی بات ہی نہیں۔ اس کا موضوع ہے کوئلے کی کان میں کام کرنے والے مزدوروں کی زندگی اور ان کے مسائل۔

1994 میں شائع ہونے والے اس ناول میں الیاس احمد گدی نے صوبہ جھارکھنڈ کے شہر 'جھریا' کے ایک چھوٹے سے علاقے کو اپنی نگاہ میں رکھا ہے۔ ناول میں فائر ایریا کو بلیغ اشاریہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی نظام نے استحصال کی جو شکلیں اختیار کیں ہیں اس کی روداد پیش کی گئی ہے۔ مالک کے ذریعہ مزدوروں کا استحصال، افسروں کے ذریعہ مزدوروں کا استحصال، لیڈروں کے ذریعہ افسروں، ٹھیکیداروں، مزدوروں سب کا استحصال، عورتوں کا جنسی استحصال، اور بھی بہت طرح کے استحصال۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ جس طرح الیاس احمد گدی کا ناول ہم عصر صنعتی ترقی کے درپردہ اس مکروہ استحصالی نظام کا مرقع ہے جو طبقاتی معاشرے کا لازمی وصف ہے اور جو اس بات کی بھی غمازی کرتا ہے کہ جاگیردارنہ عہد اور انگریزوں کی غلامی سے نجات کا دعویٰ اور صنعتی ترقی کی چمک دمک اس طبقے کے لیے بے سود و بے معنی ہیں۔ فائر ایریا کا موضوع ایک مسلسل ناانصافی اور ایک مسلسل استحصال ہے جسے مصنف نے بچپن سے جوانی تک اپنے آس پاس مسلسل دیکھا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کول فیلڈ کی اپنی ایک الگ دنیا ہوتی ہے، استحصال کا کرب مزدوروں کے ذہن پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن وہ گھٹ گھٹ کر زندگی کا زہر پینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حق کی آواز بلند ہوتی ہے لیکن وہ اتنی بے رحمی سے دبا دی جاتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بھوک، مجبوری، لاچاری، بے بسی، غریبی، اور ظلم کا ننگا ناچ روزمرہ کی زندگی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ الیاس احمد گدی اپنے ناول میں اس ماحول کی تصویر پیش کرتے ہوئے جس عمیق تجربے اور مشاہدے کو بروئے کار لاتے ہیں اس کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اس ناول کو لکھنے کا حق صرف اور صرف انہیں ہی حاصل تھا۔

اس ناول میں الیاس احمد گدی نے مزدوروں کے سروں پر مسلط اور ان کے دلوں میں بیٹھے ہوئے خوف کو بھی بہت ماہرانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ کان کے اندر کی گرم دنیا اور اس میں پیش آنے والے حادثات کا خوف ہمیشہ مزدوروں کے دل و دماغ پر چھایا رہتا ہے لیکن مجبوری ان کو وہاں لے ہی جاتی ہے۔ کان میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اسے چھپا دیا جاتا ہے۔ لاش کو اندر ہی ٹھکانے لگا دیا جاتا ہے تاکہ معاوضہ نہ دینا پڑے۔ یونین لیڈر، ٹھیکیدار، پولس سب ملے ہوتے ہیں۔ مارپیٹ، دھمکی، مقدمہ سب سے اس خوف کو برقرار رکھنے میں مدد لی جاتی ہے۔ قانون ان کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی ہے۔

فائر ایریا کا محور جس صنعتی و سرمایہ دارانہ نظام پر مبنی ہے وہاں کے مزدور سیکٹر کے ٹریڈ یونین کی سیاست کی مختلف شکلیں، اس کے مختلف رخ، جس مہارت کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں وہ قابل تعریف ہے۔ الیاس احمد گدی نے افسانے لکھتے ہوئے ناول کے فن کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا تھا، وہ اس فن کی باریکیوں کو بہت اچھی طرح سمجھ چکے تھے اس خوبی سے کہ فائر ایریا لکھتے ہوئے وہ اس فن کے کسی حصے پر اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کرتے۔ پلاٹ سے کردار نگاری تک اور نظریاتی شعور سے اسلوب بیان تک ہر مرحلہ انہوں نے بے حد فنکاری کے ساتھ طے کیا ہے اور فنی جمالیات کی قدروں سے کہیں بھی روگردانی نہیں کی ہے۔ ایک سچے فنکار کی طرح ان کا خمیر ان کے اردگرد کی حقیقتوں سے تشکیل پاتا تھا اس لئے ان کے یہاں حقیقت پسندی نظریاتی ہے، اور ان کے الفاظ طبقاتی احساس و شعور سے لبریز ہونے کے باوجود پڑھنے والے پر معروضی تاثر چھوڑتے ہیں۔ فائر ایریا" کے بعض واقعات مثلاً، مجمدار کے قتل کی پلاننگ اور مجمدار کی موت کے بعد ایک جاہل اور گنوار عورت کا جلوس کے ساتھ ساتھ قاتلوں کو پھانسی دینے کا نعرہ لگانے وغیرہ کو بعض حضرات فلمی انداز کا عیب قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہاب اشرفی جیسے ناقد نے بھی اسے میلوڈرامائی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ واقعی فائر ایریا کے کچھ واقعات خاص کر قتل و خون اور جلسہ و جلوس کے مناظر انتہائی میلوڈرامائی اور ایکدم فلمی انداز لئے ہوئے ہیں لیکن اسے تخیل کی دین سمجھ کر فلمی اور غیر اصلی سمجھ لینا صحیح نہیں کیوں کہ کول فیلڈ میں رہنے والے جانتے ہیں کہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں ایسے واقعات دن رات پیش آتے رہتے ہیں۔ عورتوں کا جھنڈا لے کر جلوس میں شامل ہونا ایک عام بات ہے۔ جبر اور استحصال سے قطع نظر بالکل آمنے سامنے صف آرا ہونے کی کیفیت وہاں موجود ہے۔ دو سرے یہ کہ ہماری زندگی پر آج میڈیا کا بے پناہ اثر بالکل واضح ہو گیا ہے اس لئے تخلیقی ادب کو میلوڈرامائی کیفیتوں سے نزدیک رکھنے کو عیب کے بجائے خوبی میں شمار کرنا چاہئے۔ ایسے چند گنے چنے لوگوں میں الیاس صاحب کو آسانی سے رکھا جاسکتا ہے۔ ایسا اس لیے بھی کہ الیاس کہانی کہنے کے فن سے واقف ہیں اور انہیں ماجرا سازی کا ہنر آتا ہے۔

ناول بیانیہ طرز میں لکھا گیا ہے جو موضوع کے عین مطابق ہے۔ فلیش بیک کی تکنیک کے ذریعہ کرداروں کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پلاٹ گٹھا ہوا اور مکمل ہے۔ واقعات ایک کے بعد ایک ترتیب اور ہنر مندی سے پیش کئے گئے ہیں۔ کردار نگاری میں بھی الیاس احمد گدی نے ہنر مندی دکھائی ہے۔ کچھ کردار یاد رہ جانے والے اور اردو ناولوں کے عام کرداروں سے بالکل الگ ہیں۔ مثلاً، مجمدار، سہدیو، ختونیا، بھرت سنگھ وغیرہ۔ یہ بالکل اسی ماحول کے کردار ہیں جو ناول کے پلاٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح کرداروں کے مکالمے اور ان کی زبان بھی انہی کے مطابق ہے۔ اکثر علاقائی بولیوں اور لہجوں کا استعمال کیا گیا ہے۔

اس لحاظ سے میں الیاس احمد گدی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس بہانے انہوں نے کولیری کی اس دنیا میں جھانکنے کی کوشش کی ہے، جہاں گھٹن ہے، گھپ اندھیرا ہے، کھولتی ہوئی گرم ہوا ہے، اندر آگ ہے اور اس آگ میں کندن کی طرح تپتا ہوا مزدور ہے۔ الیاس نے اس ناول میں کہیں شاعری نہیں کی ہے۔ ماحول ویسا ہی پیش کیا ہے جیسا کولیری کا ہونا چاہیے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فائر ایریا کی تخلیق وہ شخص کر رہا ہے جو جھارکھنڈ کے جغرافیائی ماحول، زبان، ماحول اور کلچر سے بخوبی واقف ہے۔ اس واقفیت نے فائر ایریا کو ایک عمدہ اور کامیاب ناول بنا دیا ہے۔ ناول اپنے عنوان کے ساتھ بھی انصاف کرتا ہے۔ اس کے مکمل کرتے کرتے قاری کی سمجھ میں یہ اچھی طرح آجاتا ہے کہ ہر طرف ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ کان کے اندر بھی اور باہر بھی۔ ہر جگہ ایک فائر ایریا ہے اور اس کے ختم ہونے کے آثار نہیں دکھائی دیتے۔